32

تمہارا فرض ہے کہ تم ہمیشہ استغفار سے کام لیتے رہو

تا کہ تمہارا استغفار فرشتوں کے استغفار سے مل کر تمہاری بخشش اور مغفرت کا ذریعہ بن جائے

(فرمودہ 17 اگست 1956ء بمقام جابہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ملائکہ کے متعلق فرماتا ہے کہ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا 1 وہ مومنوں کے لیے ہر وقت استغفار میں لگے رہتے ہیں۔ اس میں جہاں ایک طرف مومنوں کے لیے یہ تسلی کا پیغام ہے کہ ملائکہ جو مقرّبینِ بارگاہِ الٰہی ہیں وہ ان کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ملائکہ کے لیے چونکہ نیند نہیں اس لیے وہ رات اور دن مومنوں کے لیے استغفار کرتے ہیں وہاں ان پر یہ ذمہ داری بھی رکھی گئی ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ اور اِنابت اِلَی اللہ سے کام لیتے رہیں۔ اگر انسان خود استغفار نہیں کرتا تو یہ کتنی عجیب بات ہوگی کہ جن کا کام ہے کہ وہ استغفار کریں وہ تو استغفار نہ کریں اور جن کا کام نہیں وہ استغفار میں لگے رہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ملائکہ وہی کام کرتے ہیں جن کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ 2 اس کے معنے یہ ہیں کہ ملائکہ گناہ نہیں کر سکتے۔ پس کیا یہ عجیب بات نہیں ہوگی کہ ملائکہ جو گناہ نہیں کر سکتے وہ تو اس کی طرف سے استغفار کریں اور جس کی ذمہ داری ہے

وہ استغفار نہ کرے اور توبہ اور اِنابت اِلَی اللہ سے کام نہ لے۔ گویا وہ جن کے متعلق خداتعالیٰ نے کہا ہے وہ خداتعالیٰ کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتے وہ تو دن کو بھی اور رات کو بھی، صبح کو بھی اور شام کو بھی، پہلی رات کو بھی اور پچھلی رات کو بھی انسان کے لیے استغفار میں لگے رہتے ہیں اور جس کا فرض ہے وہ خاموشی سے بیٹھا رہتا ہے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو یہ اس کے لیے کتنی شرم کی بات ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ اپنی نادانی سے یہ سمجھتا ہے کہ فرشتوں کو میرے گناہوں کی ضرورت ہے اس لیے میرا فرض ہے کہ میں ان کے لیے گناہ کرتا رہوں۔ جیسے دنیا میں غریب سے غریب آدمی پر بھی اپنے گھریلو اخراجات کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن جب مرد کما کر لاتا ہے تو بیوی اُس کا کھانا تیار کرتی ہے۔ گویا انہوں نے اپنی سہولت کے لیے کام کو تقسیم کیا ہوتا ہے۔ مرد روپیہ کما کر بیوی کی ضرورت کو پورا کرتا ہے اور بیوی روٹی پکا کر مرد کی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ پس اگر ملائکہ استغفار کریں اور انسان چپ کر کے بیٹھا رہے تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ وہ اپنے دل میں یہ سمجھتا ہے کہ جس طرح مرد کو بیوی کی مدد کی اور بیوی کو مرد کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح فرشتوں کو میرے گناہوں کی ضرورت ہے میں ان کی طرف سے گناہ کرتا رہوں اور وہ میری طرف سے استغفار کرتے رہیں اور اس طرح دونوں کا کام چلتا رہے حالانکہ جن کو خداتعالیٰ نے بنایا ہی ایسا ہے کہ وہ گناہ نہیں کر سکتے انہیں انسانوں کے گناہوں کی کیا ضرورت ہے۔ انسان گناہ کرتا ہے تو اپنی ضروریات اور میلانات کو پورا کرنے کے لیے کرتا ہے اور ملائکہ کے خلاف کام کرتا ہے۔ مگر پھر بھی وہ اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور یہ خاموش بیٹھا خوش ہو رہا ہوتا ہے کہ ملائکہ میرا کام کر رہے ہیں۔

گویا اس کی مثال بالکل ویسی ہی ہوتی ہے جیسے ہمارے ملک میں مشہور ہے کہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ہاں دانے لے کر گئی اور اُس سے کہا بہن! اپنی چکّی دے تا کہ میں دانے پیس لوں۔ اُس عورت کو دوسروں کی خدمت کرنے کا بڑا شوق تھا۔ وہ کہنے لگی تم پر بوجھ پڑے گا تم مجھے دانے دے دو میں خود پیس دیتی ہوں۔ وہ اُس وقت بیٹھی روٹی پکا رہی تھی کچھ روٹیاں پکا چکی تھی اور کچھ باقی رہتی تھیں۔ وہ اُٹھی اور اُس نے دانے پیسنے شروع کر دیئے مگر درمیان میں تھوڑی دیر کے بعد آتی اور پُھلکا پکا کر پھر دانے پیسنے شروع کر دیتی۔

وہ عورت کچھ دیر تک تو یہ نظارہ دیکھتی رہی۔ آخر کہنے لگی بہن! یہ کوئی انصاف ہے کہ تُو میرا کام کرے اور میں تیرا کوئی کام نہ کروں؟ تُو میرے دانے پیس میں تیری روٹی کھاتی ہوں اور یہ کہہ کر وہ اُس کے پُھلکوں والی ٹوکری کے پاس بیٹھ گئی اور روٹی کھانے لگ گئی۔

یہی طریق ایسا انسان اختیار کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے چلو! میں فرشتوں کی طرف سے گناہ کرتا رہوں اور وہ میری طرف سے استغفار کرتے رہیں حالانکہ فرشتوں کے استغفار کا فائدہ تو اُسے پہنچ جاتا ہے کہ اُس پر عذاب نہیں آتا۔ مگر اس کے گناہوں کا انہیں کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔ وہ اگر استغفار کرتے ہیں تو محض انسان کے فائدہ کے لیے۔ پس عقلمند انسان کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اگر فرشتے بھی میرے لیے استغفار میں لگے ہوئے ہیں حالانکہ وہ ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہیں تو میں اپنے گناہوں کے لیے کیوں نہ استغفار کروں۔ اگر دوسرا میرے حال پر روتا ہے تو میں اپنے حال پر کیوں نہ روؤں؟ اگر کسی کے گھر میں موت ہو جائے اور ہمسائے بھی رونے لگیں لیکن وہ خود سیر کرنے کے لیے باہر نکل جائے تو سب لوگ اُسے احمق اور بیوقوف قرار دیں گے سوائے اِس کے کہ اُس نے اپنے آنسوؤں کو زبردستی روک رکھا ہو۔

ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ جب مکہ والے بدر کے میدان میں مارے گئے تو مکہ کے رؤساء نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر اِس وقت ہم روئیں گے اور ہمارے رونے اور پیٹنے کی خبریں مدینہ پہنچیں گی تو مسلمانوں کو خوشی ہوگی۔ اس لیے اگر اپنے مُردوں پر کوئی شخص رویا یا چیخا چلّایا تو اُسے سَو اونٹ جُرمانہ کیا جائے گا۔ اِس اعلان پر سارے مکہ والے ڈر گئے اور وہ اپنے اپنے گھروں میں خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ ایک بڑھا آدمی جس کے دو نوجوان بیٹے بدر کی جنگ میں مارے گئے تھے اُس نے جب دیکھا کہ مجھ سے صبر نہیں ہوسکتا تو وہ گھر کے دروازے بند کر کے ایک کوٹھڑی کے اندر بیٹھ گیا اور وہیں اُس نے رونا شروع کر دیا۔ وہ ڈرتا تھا کہ اگر میں باہر نکل کر رویا تو سَو اونٹ مجھ پر جرمانہ ہو جائے گا۔ ایک دن وہ اِسی طرح گھر کا دروازہ بند کر کے اندر بیٹھا رو رہا تھا کہ مکہ کے قریب سے ایک شخص گزرا جو روتا جا رہا تھا۔ لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ تُو کیوں رو رہا ہے؟ اُس نے کہا میں فلاں جگہ سے آ رہا تھا کہ راستہ میں میری اونٹنی مر گئی اور اب میں اُس کی یاد میں رو رہا ہوں۔ جب اس بڑھے نے یہ بات سنی تو اس

نے فوراً اپنے گھر کا دروازہ کھول دیا اور باہر نکل کر اس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، سینہ کوبی شروع کر دی اور بلند آواز سے چیخیں مار کر کہنے لگا ارے لوگو! یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ اسے اپنی اونٹنی پر رونے کا حق ہے اور مجھے جس کے دو نوجوان بیٹے جنگ میں مارے گئے ہیں اسے رونے کا حق نہیں ہے۔ اِس آواز کا بلند ہونا تھا کہ مکہ کے تمام لوگ جو قانون کے ڈر سے اب تک خاموش بیٹھے تھے کیا مرد اور کیا عورتیں اور کیا بچے سب کے سب اپنے گھروں سے باہر نکل آئے اور کسی نے اپنے باپ کو، کسی نے اپنے بیٹے کو، کسی نے اپنے بھائی کو اور کسی نے اپنے چچا اور دوسرے رشتہ دار کو پیٹنا شروع کر دیا اور انہیں یہ خیال تک نہ رہا کہ اُن پر سَو اونٹ جرمانہ ہو جائے گا۔ جب سارے رونے لگ گئے تو مکہ کے رؤساء نے کہا کہ اب ہم کس کس پر جرمانہ کریں۔ چلو! سب کا جرمانہ معاف کیا جاتا ہے۔3

غرض اپنی مصیبت پر رونا ایک طبعی چیز ہے۔ جیسے اس بڈھے نے کہا کہ اس شخص کو اپنی اونٹنی پر رونے کی اجازت ہے اور مجھے اپنے دو نوجوان بیٹوں پر رونے کی اجازت نہیں اور یہ کہتے ہوئے وہ بے تحاشا پیٹنے لگ گیا۔ مگر یہ بیوقوف کہتا ہے کہ فرشتے بیشک میرے گناہوں پر روئیں اور استغفار کریں میں اپنے گناہوں پر کیوں استغفار کروں؟ اگر وہ یہ کہتا کہ جب فرشتے بھی میرے لیے استغفار کرتے ہیں تو میں کیوں نہ استغفار کروں تو یہ اس کے لیے زیادہ اچھا ہوتا۔ مگر یہ کہتا ہے کہ جب فرشتے میرے گناہوں پر استغفار کر رہے ہیں تو میں کیوں کروں؟ حالانکہ جب دوسرے کو اس کی حالت پر رحم آ رہا ہے تو اسے اپنی حالت پر کیوں رحم نہیں آتا؟ فرشتے اس پر رحم کھاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ مومن بندہ ہے اس سے غلطی ہو گئی ہے۔ آؤ! ہم اس کی طرف سے استغفار کریں مگر یہ اَڑ کر بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ فرشتے استغفار کرتے ہیں تو کریں میں کیوں کروں۔ گویا یہ اتنا احمق اور بیوقوف ہے کہ بجائے اس کے کہ فرشتوں سے سبق سیکھے اور بجائے اِس کے کہ وہ استغفار کر کے اپنے آپ کو فرشتوں کے ساتھ ملانے کی کوشش کرے اُلٹا اَڑ بیٹھ جاتا ہے۔ حالانکہ اسے سمجھنا چاہیے کہ جب وہ بے گناہ ہو کر استغفار کر رہے ہیں تو میں جو گنہگار ہوں اپنے گناہوں کے لیے کیوں نہ استغفار کروں۔

درحقیقت اِس آیت میں مومنوں کو اُن کے اِس فرض کی طرف توجہ دلائی گئی ہے

کہ وہ ہمیشہ استغفار سے کام لیتے رہیں۔ گو اس میں یہ بشارت بھی پائی جاتی ہے کہ اگر کوئی کمی رہ جائے گی تو فرشتوں کا استغفار اس کمی کو پورا کر دے گا مگر ساتھ ہی اِس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ تم بھی استغفار سے کام لو۔ جب غیر تمہارے لیے استغفار کر رہے ہیں تو تمہیں بھی استغفار سے کام لینا چاہیے تا کہ تمہارا استغفار فرشتوں کے استغفار کے ساتھ مل کر تمہاری بخشش اور مغفرت کا ذریعہ بن جائے۔

غرض یہ آیت جہاں مومنوں کے لیے ایک بشارت کی حامل ہے وہاں اس میں یہ تنبیہہ بھی پائی جاتی ہے کہ بیوقوفو! فرشتے جن کا تمہارے کھانے پینے یا دوسری لذات سے کوئی تعلق نہیں وہ تو تمہارے لیے استغفار کر رہے ہیں اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ حالانکہ تم اپنی خواہشات کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہوتے ہو۔ مثلاً کسی کی اچھی گھوڑی دیکھی اور چُرا لی، کسی کی اچھی گائے دیکھی اور چُرا لی۔ پس اس کا اگر کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے تو تمہیں پہنچتا ہے فرشتوں کو نہیں پہنچتا۔ مگر جب وہ بھی استغفار کر رہے ہیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم اُن سے بھی زیادہ استغفار سے کام لو تا تمہارا اور فرشتوں کا استغفار مل کر تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اس کی مغفرت کو کھینچ لائے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے"۔

(الفضل 23 اگست 1956ء)

1: المومن: 8

2: يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (النحل: 51)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (التحریم: 7)

3: سیرت ابن ہشام الجزء الاول صفحہ 709 تا 711 زیر عنوان نواح قریش علی قتلاھم ۔ دمشق 2005ء